بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھیری والے کو قرض دے کر اپنی دکان پر کباڑ بیچنے کا پابند کرنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے کہ میں اسکریپ (کباڑ) کا کاروبار کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں یہ معمول ہے کہ ہم پھیری والوں کو قرض دیتے ہیں اور اس کے بدلے انہیں اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ پھیری لگا کر جو بھی کباڑ (لوہا، پلاسٹک، پیتل وغیرہ) اکٹھا کریں گے، وہ ہمیں ہی فروخت کریں گے، اگر کوئی پھیری والا اس پابندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کباڑ کسی اور شخص کو فروخت کر دے، تو ہم اس پر ناراضی کا اظہار کرتے ہیں اور اس سے بازپرس کی جاتی ہے کہ تم نے ہماری دی ہوئی رقم کے باوجود کباڑ کسی اور کے ہاتھ کیوں بیچا؟ ہمارے ہاں یہی طریقہ رائج اور معروف ہے کہ پھیری والوں کو پیسے دے کر انہیں کباڑ کے کام کے لیے اپنے ساتھ وابستہ اور پابند کیا جاتا ہے۔ شرعی رہنمائی فرمادیجیے کہ پھیری والوں کو قرض دے کر قرض دار کا انہیں اپنی ہی دکان پر سامان بیچنے کا پابند کرنا کیسا؟ اگر یہ جائز نہیں، تو اس کے جواز کی صورت بیان کر دیجیے۔

جواب

پوچھی گئی صورت میں اس طرح معاملہ کرنا ناجائز و حرام اور سود ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ آپ کا پھیری لگانے والوں کو اس شرط پر قرض دینا کہ وہ اپنا اسکریپ آپ ہی کو فروخت کریں، یہ سودی معاہدہ ہے۔ یونہی اگر قرض دیتے وقت صراحتاً (واضح لفظوں میں) یہ شرط نہ بھی رکھی جائے، لیکن دلالۃً یہ بات طے ہو، یعنی وہاں عرف و رواج یہ ہو کہ جس شخص سے قرض لیا جائے، مال لازماً اُسی کو بیچنا ہوگا، تو یہ معاملہ بھی سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام اور گناہ ہے، اس لیے کہ شریعت میں سود صرف یہی نہیں کہ قرض کی واپسی پر متعین اضافی رقم لی جائے، بلکہ قرض کی بنیاد پر حاصل کیا جانے والا ہر مشروط نفع و فائدہ سود شمار ہوتا ہے۔ اب صورتِ مسئولہ میں پھیری والے قرض لینے کی وجہ سے ہی قرض دینے والے کو سامان فروخت کرنے کے پابند ہیں، اگر قرض نہ لیا ہوتا، تو کوئی بھی اس طرح پابند نہ ہوتا، تو یہ درحقیقت قرض دینے والے کا نفع ہے اور قرض کی وجہ سے جو بھی نفع حاصل کیا جائے، حدیث کے حکم کے مطابق وہ سود ہے۔

سود کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾

ترجمہ کنزالعرفان: ”اور اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔“ (پارہ 03، سورۃ البقرہ، آیت 275)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

ترجمہ : اے ایمان والو! دُگنا دَردُگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی مل جائے ۔ (پارہ 4، سورہ آل عمران، آیت 130)

سود لینے اور دینے والا ملعون ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے :

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ قال وھم سواء"

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام لوگ گناہ میں برابر ہیں۔ (صحیح المسلم، حدیث 1598، جلد 5، ص 50، **الناشر : دار الطباعۃ العامرہ، ترکیا)**

قرض پر حاصل ہونے والے نفع کے سُود ہونے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا"

ترجمہ : ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔ (کنز العمال، جلد 16، صفحہ 238، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

درِمختار میں ہے :

"وفی الاشباہ: کل قرض جر نفعاً حرام"

ترجمہ : الاشباہ والنظائر میں ہے : ہر قرض جو نفع کھینچے وہ حرام ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے :

"قولہ: (کل قرض جر نفعاً حرام) أی: اذا کان مشروطاً"

ترجمہ : شارح علیہ الرحمۃ کا قول (ہر وہ قرض جو نفع لائے حرام ہے) یعنی جب نفع قرض میں مشروط ہو۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، ج 7، ص 413، مطبوعہ کوئٹہ)

قرض کی بنا پر ہر قسم کا مشروط نفع سود ہے۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں : "بربنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود و حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج 25، ص 223، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

قرض کی بناء پر کسی بھی طرح کا مشروط نفع حاصل کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرض لینے والے پر کسی ایسے کام کی شرط لگائی جائے جو قرض دینے والے کے معاملات میں معاون ہو۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن حسین سُغدی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ سود کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"فأما في القروض فهو على وجهين: أحدهما أن يقرض عشرة دراهم بأحد عشر درهماً أو باثني عشر ونحوها، والآخر أن يجر إلى نفسه منفعةً بذلك القرض، أو تجر إليه وهو أن يضيفه او يتصدق عليه بصدقة اويعمل له عملا يعينه على اموره ... ولولم يكن سبب ذلك (هذا) القرض لما كان (ذلك) الفعل، فإن ذلك ربا"

ترجمہ : رہا قرضوں میں سود، تو اس کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو دس درہم قرض اس طور پر دے کہ وہ گیارہ یا بارہ درہم لوٹائے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا اس قرض کی وجہ سے خود کوئی منفعت حاصل کرے یا اسے کوئی

منفعت دی جائے اور وہ یوں کہ قرض لینے والا قرض دینے والے کی مہمان نوازی کرے گا یا اس پر کوئی چیز صدقہ کرے گا یا اس کے لیے کوئی ایسا کام کرے گا، جو اس کے معاملات میں معاون ثابت ہو۔ حالانکہ اگر اس قرض کا لین دین نہ ہوتا، تو اس طرح کا معاملہ نہ ہوتا، پس بیشک یہ تمام صورتیں سود کی ہیں۔ (ملخصاً، النتف فی الفتاویٰ، ص 296، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اگر عقد قرض پہلے ہوا اور یہ بیع اس میں نصاً یا دلالۃ مشروط ہو تو اس میں اختلاف ہے، بعض علماء اجازت دیتے ہیں کہ یہ بیع بشرط القرض نہیں، بلکہ قرض بشرط البیع ہے اور قرض شروط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتا اور راجح یہ ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے کہ اگرچہ شرط مفسدِ قرض نہیں، مگر یہ وہ قرض ہے جس کے ذریعہ سے ایک منفعت قرض دینے والے نے حاصل کی اور یہ ناجائز ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کل قرض جر منفعة فھو ربوا" جو قرض نفع کھینچے وہ سود ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج 17، ص 275، رضا فاونڈیشن، لاھور)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: "المعروف کالمشروط" قاعدہ کلیہ ہے مگر جب صراحۃً معروف کی نفی کر دے، تو مشروط نہیں رہے گا۔

"لان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی الخانیۃ وغیرھا"

(اس لیے کہ صریح کا درجہ دلالت سے اوپر ہے، جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ ت)۔" (فتاوی رضویہ، ج 9، ص 646، رضا فاونڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: GUJ-0087

تاریخ اجراء: 06 رجب المرجب 1447ھ / 27 دسمبر 2025ء